۱۶

اِنصاف

خلیل الرحمٰن قمر

پہلی بات اسکول میں کئی طلبہ مل جل کر رہتے ہیں لیکن ان میں کبھی نہ کبھی کسی بات پر اَن بن ہو ہی جاتی ہے۔تب اسے سُلجھانے کے لیے کس کے پاس جاتے ہیں؟ اپنے استاد کے پاس۔اگر یہی جھگڑا اسکول سے باہر دو لوگوں میں ہو جائے تو انصاف کے لیے وہ کہاں جائیں گے؟ عدالت میں۔ پرانے زمانے میں بھی لڑائی جھگڑے کی نوبت آ جاتی، تب لوگ بادشاہ کے پاس جایا کرتے تھے۔ بادشاہ کے دربار کو ایک ایسی عدالت کی حیثیت حاصل تھی جہاں فریادیوں کی پکار سنی جاتی تھی اور بادشاہ انصاف کیا کرتا تھا۔

اس ڈرامے میں ایک بادشاہ کے دربار کا منظر پیش کیا گیا ہے۔

جان پہچان خلیل الرحمٰن قمرؔ ۱۶؍دسمبر ۱۹۶۱ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔وہ معروف ڈراما نگار، پروڈیوسر، ڈائرکٹر اور نغمہ نگار ہیں۔انھوں نے مختلف فلموں اور سیریلوں میں اداکاری بھی کی ہے۔انھوں نے ایم کام تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد بینک میں ملازمت اختیار کی لیکن جلد ہی ملازمت سے استعفیٰ دے کر فلمی دنیا میں قدم رکھا۔وہ اب تک کئی فلموں اور سیریلوں کے مکالمے اور کہانیاں لکھ چکے ہیں۔

کردار : بادشاہ، وزیرِ اعظم، کریم الدین (فریادی)، امیر علی (مجرم)، اکبر علی (گواہ)، چند درباری

(بادشاہ کا دربار۔تخت پر بادشاہ سلامت براجمان ہیں۔اُن کے نزدیک وزیرِ اعظم اور دونوں اطراف درباری ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ دروازوں پر پہرے دار نیزے سنبھالے ہوئے مستعدی سے پہرہ دے رہے ہیں۔اچانک ڈھم ڈھم کی آواز سنائی دیتی ہے)

بادشاہ : (چونک کر) یہ نقّارے پر چوٹ کیوں لگ رہی ہے؟

وزیرِ اعظم : عالم پناہ! شاید کوئی فریادی آیا ہے۔

بادشاہ : حاضر کیا جائے! ہم اسی وقت دربارِ عام میں اُس کی شکایت سنیں گے۔

وزیرِ اعظم : جو حکم عالم پناہ! (پہرے دار سے) فریادی کو حاضر کیا جائے۔

(پہرے دار فریادی سمیت اندر داخل ہوتا ہے۔فریادی جھک کر آداب بجالاتا ہے)

بادشاہ : فریادی! اپنی پریشانی بیان کرو۔تمھارے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔

کریم الدین: حضور! میں ایک غریب آدمی ہوں۔ پائی پائی جوڑ کر میں نے ایک بھینس خریدی تھی۔میرے پڑوس میں ایک امیر آدمی رہتا ہے۔اس کے پاس تو کئی بھینسیں ہیں۔کل اس نے میری بھینس چُرا لی اور میرے گھر میں ایک مریل سی بھینس باندھ دی۔

بادشاہ : کیا تم نے اس سے شکایت کی تھی؟

کریم الدین: جی حضور! جب میں نے اپنی بھینس واپس مانگی تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھینس تو میری ہے۔حضور! میں غریب آدمی ہوں۔ دودھ بیچ کر بڑی مشکل سے اپنے گھر کا خرچ چلاتا ہوں۔کئی مرتبہ اُس کی منّت سماجت کر چکا ہوں لیکن اُس نے میری ایک نہ سنی۔ مجبور ہو کر میں نے کوتوال کی کچہری میں دعویٰ کیا مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

چارو ناچار یہاں آنا پڑا۔ خدا کے لیے میری بھینس مجھے دلوایئے ورنہ میں بھوکوں مر جاؤں گا۔

بادشاہ : غم نہ کرو فریادی۔ اگر وہ تمھاری بھینس ہوئی تو تمھیں ضرور ملے گی۔ کہاں ہے وہ آدمی؟

کریم الدین: حضور! وہ بھی میرے ساتھ آیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک جھوٹا گواہ بھی ہے۔

بادشاہ : فوراً دونوں کو حاضر کیا جائے۔ (پہرے دار دوبارہ باہر جاتا ہے۔ اُس کے ساتھ دو آدمی اندر داخل ہوتے ہیں۔ بادشاہ سلامت کو سلام کرنے کے بعد ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں)

بادشاہ : تمھارا نام؟

امیر علی : حضور! میرا نام امیر علی ہے۔

بادشاہ : اور تمھارا؟

اکبر علی : ناچیز کو اکبر علی کہتے ہیں۔

بادشاہ : ہاں فریادی! ہم نے تمھارا نام نہیں پوچھا۔

کریم الدین: بندے کو کریم الدین کہتے ہیں عالی جاہ!

بادشاہ : ہاں تو امیر علی! کریم الدین نے اپنی بھینس کی چوری کا الزام تم پر لگایا ہے۔ تم اس بارے میں کیا کہنا چاہتے ہو؟

امیر علی : عالم پناہ! مجھے افسوس ہے کہ اس نے ایسا الزام مجھ پر عائد کیا۔ میرے پڑوسی جانتے ہیں کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ مجھے چوری کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ کا دیا میرے پاس سب کچھ موجود ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ کریم الدین مجھ سے وہ بھینس مانگ لیتا میں کبھی انکار نہ کرتا۔ حضور! میرے محلّے کا ہر شخص جانتا ہے کہ میرے پاس ایک ایسی بھینس ہے کہ دودھ دینے میں اس کی کوئی مثال نہیں۔

کریم الدین: حضور! یہ سراسر جھوٹ ہے۔ ایسی بھینس تو میرے پاس تھی جو امیر علی کی بھینسوں سے زیادہ دودھ دیتی ہے۔ یہ مجھ سے اسے چھیننا چاہتا تھا۔ آخر میری بھینس چرا کر اس نے اپنے تھان پر باندھ لی۔

بادشاہ : کریم الدین! یہ بتاؤ جب تمھاری بھینس چوری ہوئی اس وقت تم کہاں تھے؟

کریم الدین: حضور! یہ رات کا واقعہ ہے۔ میں دن بھر کا تھکا ہارا سو رہا تھا۔ صبح جب بھینس کو چارہ ڈالنے کے لیے باڑے میں گیا تو اسے غائب پایا۔

بادشاہ : تمھارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے کہ وہ بھینس واقعی تمھاری ہے؟

کریم الدین: نہیں حضور! میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ میں غریب آدمی ہوں، کوئی میرا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں۔

بادشاہ : ہونہہ.....! تو اکبر علی! تم کریم الدین کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہو؟

اکبر علی : حضورِ والا! میں ان کا پڑوسی ہوں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان کے آنگن میں بندھی ہوئی بھینس ان ہی کی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک امیر آدمی کی بھینس کم دودھ دے اور ایک غریب آدمی جس کے پاس چارے کے پیسے بھی

مشکل سے جمع ہوتے ہیں، اُس کی بھینس زیادہ دودھ دیتی ہو۔ من گھڑت کہانیاں بنا کر دوسروں کا حق چھیننا کریم الدین کی پرانی عادت ہے۔

بادشاہ : تمھیں کیسے معلوم ہے کہ کریم الدین من گھڑت کہانیاں بنا کر دوسروں کا حق چھینتا ہے؟

اکبر علی : حضور! ایک ماہ قبل اُس نے میری بکری پر بھی قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

کریم الدین: (بلند آواز میں) حضور! گواہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسے تو میرے پڑوس میں آئے ہوئے مشکل سے پندرہ دن ہوئے ہیں۔

اکبر علی : عالم پناہ! جھوٹ میں نہیں، یہ بول رہا ہے۔ میں پندرہ برس سے وہاں رہ رہا ہوں۔

کریم الدین: یہ جھوٹ ہے، سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔

بادشاہ : (کچھ سوچتے ہوئے) معاملہ کافی پیچیدہ ہے۔ اس کا حل ڈھونڈنے کے لیے یقیناً ہمیں کچھ وقت درکار ہے۔ وزیرِ اعظم! اس مقدمے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیرِ اعظم : حضور! دونوں فریقوں کی باتیں سن کر مجھے کریم الدین پر شبہ ہو رہا ہے۔

بادشاہ : (حیرت سے) وہ کیسے؟

وزیرِ اعظم : جیسا کہ کریم الدین نے کہا کہ اس کا ساتھ دینے کے لیے کوئی تیار نہیں، میرے شبہ کی بنیاد یہی ہے۔ اس سے پوچھا جائے کہ ایسا کیوں ہے؟

کریم الدین: حضور! میں ایک غریب آدمی ہوں اس لیے کوئی بھی میرا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں۔ گاؤں کے اکثر لوگ امیر علی کے قرض دار بھی ہیں۔ وہ امیر آدمی ہے، سب اس کے خلاف گواہی دینے سے کتراتے ہیں۔

بادشاہ : اچھا کریم الدین! تم تھوڑی دیر کے لیے باہر جاؤ۔

کریم الدین: جو حکم سرکار۔ (کریم الدین دروازے سے باہر نکل جاتا ہے)

بادشاہ : امیر علی! تم کہتے ہو کہ تم نے وہ بھینس سال بھر پہلے خریدی ہے۔ بتاؤ تم نے کتنے میں خریدا تھا اسے؟

امیر علی : دس ہزار روپے میں عالم پناہ۔

بادشاہ : تم دونوں کے یہاں آنے سے پہلے کریم الدین نے ہمیں بتایا ہے کہ بھینس کی ایک ٹانگ پر زخم کا نشان ہے۔ تم بتا سکتے ہو یہ زخم کس ٹانگ پر ہے؟

امیر علی : (گھبراتے ہوئے) ج.....ج.....ج.....جی ہاں عالم پناہ! اُس کی اگلی دائیں ٹانگ پر واقعی ایک زخم ہے۔

بادشاہ : بہت خوب! کریم الدین نے یہ بھی بتایا تھا کہ اُس کی دُم پر کتّے کے دانتوں کے نشان ہیں۔ کیا واقعی؟

امیر علی : جی ہاں حضور! ایک دفعہ میرے پالتو کتّے نے اسے کاٹ لیا تھا۔

بادشاہ : (بلند آواز سے) فریادی کریم الدین کو حاضر کیا جائے۔

پہرے دار: کریم الدین حاضر ہووووو!............... (کریم الدین اندر داخل ہوتا ہے)

بادشاہ : کریم الدین! کیا بھینس کی ٹانگ پر کوئی زخم ہے؟

کریم الدین: جی نہیں عالم پناہ! میں اُس کی بڑی حفاظت کرتا تھا۔

بادشاہ : کیا اس کی دُم پر کتے کے دانتوں کے نشان بھی ہیں؟

کریم الدین: جی نہیں حضور! کوئی نشان نہیں ہے۔

بادشاہ : (خوش ہوکر) تو آخر ہم نے مجرم کو پالیا۔ (اکبر علی اور امیر علی ڈر جاتے ہیں) امیر علی! تمھارا جھوٹ کُھل گیا ہے۔

(امیر علی اور اکبر علی سر جھکائے خاموش کھڑے رہتے ہیں)

بادشاہ : بھینس کی دُم پر کتّے کے دانتوں کے نشانات ایک من گھڑت بات تھی۔ تم سے سچ اُگلوانے کے لیے ہمیں یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ اتنے خوش حال ہونے کے باوجود تم نے ایک غریب آدمی پر ظلم کیا۔ ہمارا حکم ہے کہ امیر علی کے ساتھ اُس کے جھوٹے گواہ کو بھی قیدخانے میں ڈال دیا جائے اور کریم الدین کو اس کی بھینس کے علاوہ شاہی خزانے سے بھی کچھ رقم دی جائے۔

(پردہ آہستہ آہستہ گرتا ہے)

معنی و اشارات

براجمان ہونا	بیٹھنا	شنوائی نہ ہونا	فریاد نہ سننا
مستعدی سے	چوکنا رہتے ہوئے	چار و نا چار	مجبوراً
عالم پناہ	مراد بادشاہ	من گھڑت	خود سے بنائی ہوئی بات، جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ ہو۔
فریادی	فریاد کرنے والا		
منّت سماجت کرنا	خوشامد کرنا		

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ کریم الدین نے بادشاہ سے کیا فریاد کی؟

۲۔ وزیرِ اعظم نے کریم الدین پر کس وجہ سے شک کیا؟

۳۔ لوگ امیر علی کے خلاف گواہی دینے سے کیوں کتراتے ہیں؟

۴۔ بادشاہ نے کیا فیصلہ سنایا؟

مختصر جواب لکھیے:

۱۔ اکبر علی نے کون سی تین جھوٹی باتیں کہیں؟

۲۔ بادشاہ کی کون سی دو باتیں من گھڑت تھیں؟

لکھیے کہ درج ذیل مکالمے کس نے ادا کیے:

۱۔ ”فریادی کو حاضر کیا جائے۔“

۲۔ ”اللہ کا دیا میرے پاس سب کچھ موجود ہے۔“

۳۔ ”حضور! ایک ماہ قبل اُس نے میری بکری پر بھی قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔“

۴۔ ”یہ جھوٹ ہے۔ سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔“
۵۔ ”کیا اس کی دُم پر کتّے کے دانتوں کے نشان بھی ہیں؟“

غور کر کے بتائیے

۱۔ کریم الدین کے غریب ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ کیا لوگوں کا ایسا کرنا درست تھا؟
۲۔ بادشاہ نے کریم الدین کو باہر کیوں بھیج دیا تھا؟
۳۔ امیر علی کے پاس کئی بھینسیں تھیں پھر بھی اس نے کریم الدین کی بھینس کیوں چرائی؟
۴۔ کیا بادشاہ کے پاس بھینس کی حقیقت معلوم کرنے کا کوئی اور طریقہ ہوسکتا تھا؟

سرگرمی/منصوبہ:

صفائی کے تعلق سے کئی ڈرامے لکھے گئے ہیں۔ اپنے استاد/سرپرست کی مدد سے حاصل کر کے انھیں پڑھیے اور اسٹیج کیجیے۔

اپنی ادا دیکھ

اپنے استاد سے کہہ کر اس ڈرامے کو کمرۂ جماعت ہی میں اسٹیج کیجیے۔

ABHUXQ

آئیے، زبان سیکھیں

صفتِ عددی، صفتِ مقداری:

اسم اور صفت کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ صِفت ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو اسم کی خصوصیت بتاتے ہیں۔

- یہ مثالیں آپ نے دیکھی ہیں:

۱۔ ان کی خلافت کی مدت دس برس، چھے مہینے اور چار دن ہے۔
۲۔ اتنی دور کا حال عمر کو کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟

ان مثالوں میں 'دس برس/ چھے مہینے/ چار دن' سے ایک مدت کی طوالت معلوم ہو رہی ہے۔ یہاں برس/ مہینے/ دن اسم ہیں جن کی خصوصیت دس/ چھے/ چار کے اعداد سے بتائی گئی ہے۔ یہ صفتِ عددی کی مثالیں ہیں۔

دوسری مثالیں: سو صفحات، ایک صدی، ساڑھے پانچ سو روپے، ہزاروں اُمیدیں، وغیرہ

اوپر کی دوسری مثال میں 'اتنی دور کا حال' سے ایک مقام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ وہ مقام واقعی کتنی دور ہے۔ اوپر کی مثال میں دس، چھے، چار کی طرح 'اتنی دور' بھی ایک ناپ ہے جو اسم 'حال' کی صفت بتا رہا ہے۔ اسے صفتِ مقداری کہتے ہیں۔

دوسری مثالیں: تھوڑا پانی، زیادہ مٹھاس، اتنی دیر، کتنی دیر، وغیرہ

- اپنے پڑھے گئے اسباق میں سے صفتِ عددی اور صفتِ مقداری کی دس دس مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔